يا خير من دفنت في الترب أعظمه   فطاب من طيبهن القاع والأكم

نفسي الفداء لقبر أنت ساكنه   فيه العفاف وفيه الجود والكرم

اے وہ سب سے اچھی ذات کہ جس کا جسدِ مبارک مٹی میں دفن کیا گیا تو اس کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اُٹھے

میری جان اس قبر پر قربان ہو جس میں آپ رہتے ہیں اس میں عفت ہی عفت، سخاوت ہی سخاوت اور کرم ہی کرم ہے

ماهنامه

انوار مدینہ

ماھنامہ

انوارِ مدینہ

لاھور

جلد : ۴ ○ شمارہ : ۲
رجب ۱۳۹۳ھ ○ اگست ۱۹۷۳ء

مدیرِ معاون

حبیب الرحمٰن اشرف

★

محتویات

اداریہ ــــــــــــــــــــ ۲
حضرت جامیؒ بارگاہ رسالتمآب میں ــــــــــ ۵
تمدنِ کامل ــــ مولانا خلیق احمد ــــ ۸
نعت ــــ حضرت نیازی ہمدانیؒ ــــ ۱۴
سلطان محمود غزنوی ــــ حضرت مولانا مرزا گل مدظلہ ــــ ۱۵
کلامِ نفیس ــــ حضرت سید نفیس رقم مدظلہ ــــ ۲۱
لمحاتِ اخیر ــــ حضرت مولانا جمیل احمد میوانی ــــ ۲۲
مناجات ــــ مولانا غلام محمد ایرانی ــــ ۲۷

★

بدل اشتراک : سالانہ سات روپے طلبہ کیلئے پانچ روپے فی پرچہ ۶۵ پیسے

سید حامد میاں مہتمم جامعہ مدنیہ طابع و ناشر نے مکتبہ جدید پریس لاہور سے چھپوا کر،
دفتر ماہنامہ انوارِ مدینہ، جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

مُبارکباد اور دُعاء

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسُولہ الکریم

مقام مسرت ہے کہ ۱۴ر اگست ۱۹۷۳ء سے مملکت اسلامیہ جمہوریہ پاکستان میں اس کا اپنا تیار کردہ آئین نافذ ہوا۔ جس سے جمہوریت کی راہ پر ملک گامزن ہو گیا۔ ہم اس اہم کارنامہ پر موجودہ حکومت کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی صدر محترم جناب فضل الٰہی کے صدر منتخب ہونے اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کے وزیر اعظم ہونے پر ان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے اسلام کی خدمت لے اور اپنی مرضیات پر چلائے۔

حالیہ سیلاب

آج پورے پنجاب میں سیلاب سے جو تباہی آئی ہے اس پر ہر دل غمگین اور ہر آنکھ اشکبار ہے، پنجاب کا وسطی اور جنوبی علاقہ زیر آب آیا ہوا ہے۔ پانی کی کثرت سے دریاؤں کا پانی آپس میں ملنے لگا۔ پانی کی آمد کی رفتار تیز اور تخریبی تھی اور جانے کی رفتار سست کہ طوفانِ نوح کی ادنیٰ جھلک ہر دیدۂ عبرت کو نظر آگئی۔ یہ حال چند انچ بارش سے ہی ہو گیا، جو ہمارے علاقہ

میں اور پہاڑوں پر ہوئی۔ والعیاذ باللہ۔

ہزاروں گاؤں سیلاب سے متاثر یا تباہ ہوئے۔ غلہ، فصلیں اور انسانی جانیں ضائع ہوئیں اور ہر قسم کا مالی نقصان ہوا۔

دو دن پہلے طوفانی بارش ہوئی، پھر سیلاب حدودِ پاکستان میں نصف شب کے بعد اچانک آیا، جو بالکل ہی غفلت کا وقت ہوتا ہے۔

قدرت کا ہمارے ساتھ یہ معاملہ بنلا رہا ہے کہ ہم خدا اور اس کے احکام کے ساتھ کیا معاملہ کر رہے ہیں۔ ہم آجکل خدا کی ہر نافرمانی میں مستغرق ہیں۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ۔ پ۹ — کیا آبادیوں والے اس بات سے بے خوف ہیں کہ ان پر ہماری ڈر کی چیز رات کو سوتے وقت آجائے۔

ہم نے اسلام کا نام لے کر ایک ملک لیا۔ اس میں سب کچھ ہوا مگر اسلام ہی نہ ہوا۔ گویا خدا سے بدعہدی کی۔ سود، شراب، بداخلاقی، ایک دوسرے پر زیادتی ظلم اور ناروا سلوک، چوری، ڈاکہ، قتل، بدکاری، جھوٹ دھوکہ بازی، ملاوٹ، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی، گراں فروشی، خدا سے غفلت دین سے غفلت و استہزاء۔ یہ تمام وہ کام ہیں جن میں ہماری قوم جو امن و امان کی حامل صدق مقال کی عامل، عدل و سلامتی کی داعی تھی مبتلا ہے اور آج مجسم برائیوں کا نمونہ بنی ہوئی ہے۔

ہم مادیت کی دوڑ میں ایسے لگے کہ خدا سے بالکل غافل ہو گئے۔ اب خدا کا معاملہ بھی جواباً ہمارے ساتھ ویسا ہی ہونے لگا۔

مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ۔ پ۲۵ — تمہیں جو مصیبت آتی ہے وہ تمہارے کئے ہوئے کی وجہ سے ہوتی ہے (اور اللہ پھر بھی) بہت سی چیزوں سے درگذر فرما دیتا ہے۔

اگر ہم نے اپنے آپ کو درست نہ کیا تو خدا جانے ہمارا کیا انجام ہو۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور ہماری حالت درست فرما کر اپنی مرضیات پر چلائے۔ آمین۔

حضرتِ جامی بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں

ترجمہ

محترم مولانا محمدؐ عارف صاحب ایم اے

ہم نے حضرت جامی سامی علیہ الرحمۃ کی "یوسف زلیخا" کی مشہور مناجات کے چند اشعار انٹرمیڈیٹ کے فارسی نصاب "خزینۂ ادب" سے ہدیۂ قارئین کیے ہیں۔ ان اشعار کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہٗ اپنی کتاب "فضائل درود" میں لکھتے ہیں "مولانا جامی نور اللہ مرقدہٗ و اعلی اللہ مراتبہٗ یہ نعت کہنے کے بعد جب ایک مرتبہ حج کے لیے تشریف لے گئے تو ان کا ارادہ یہ تھا کہ روضۂ اقدس کے پاس کھڑے ہو کر اس نظم کو پڑھیں گے۔ جب حج کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو امیرِ مکہ نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ان کو یہ ارشاد فرمایا کہ اس کو (جامی کو) مدینہ نہ آنے دیں۔

امیرِ مکہ نے ممانعت کر دی مگر ان پر جذب و شوق اس قدر غالب تھا کہ یہ چھپ کر مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے۔ امیرِ مکہ نے دوبارہ خواب دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ آرہا ہے، اس کو یہاں نہ آنے دو" امیر نے آدمی دوڑائے۔ اور ان کو راستہ سے پکڑوا کر بلایا۔ ان پر سختی کی اور جیل میں ڈال دیا۔ اس پر امیر کو تیسری مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہ کوئی مجرم نہیں۔ بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں جن کو یہاں آکر میری قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کے لیے ہاتھ نکلے گا جس میں فتنہ ہوگا" اس پر ان کو جیل سے نکالا گیا اور بہت اعزاز و اکرام کیا گیا"۔

ـــــ محمد عارف ـــــ

زِ مہجوری برآمد جانِ عالم　　ترحّم یا نبیّ اللّٰہ ترحّم

اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے ہجر و فراق میں پوری کائنات کی جان نکل رہی ہے۔ خدارا مہربانی اور شفقت فرمائیے۔

نہ آخر رحمۃٌ للعٰلمینی　　زِ محروماں چرا غافل نشینی

آپ تو یقیناً رحمۃٌ للعالمین ہیں۔ پھر ہم بدنصیبوں کی فکر سے خالی آپ کیسے بیٹھ سکتے ہیں۔

زِ خاک، ای لالۂ سیراب برخیز　　چوں نرگس خواب چند از خواب برخیز

اے لالہ کے تر و تازہ اور خوش رنگ پھول! روضۂ مبارک سے اٹھیے۔ آخر نرگس کی طرح کب تک آپ محوِ خواب رہیں گے۔ یا رسول اللہ! نیند سے اٹھ جائیے۔

بروں آور سر از بُردِ یمانی　　کہ روئے تُست صبحِ زندگانی

اپنا سر مبارک (یا رسول اللہ) یمنی چادروں سے باہر نکالیے۔ اس لیے کہ آپ کا چہرۂ انور زندگانی کی صبح ہے۔

شبِ اندوہِ مارا روز گرداں　　زِ رُویت روزِ ما فیروز گرداں

ہماری شبِ غم کو (روشن) دن بنا دیجیے اور اپنے دیدار سے ہمارے دن کو کامیاب فرمائیے۔

بہ تن در پوش عنبر بوئے جامہ　　بسر بر بند کافوری عمامہ

جسمِ مقدس کو معطر لباس سے مزین فرمائیے اور سر مبارک پر سفید کافوری پگڑی باندھ لیجیے۔

ادیمِ طائفی نعلین پا کن　　شراک از رشتۂ جانہائے ما کن

طائف کے چمڑے کے نعلین مبارک پہن لیجیے اور ہماری جانوں کے تاروں کو بطورِ تسمہ استعمال کیجیے۔

جہانی دیدہ کردہ فرش راہند　　چو فرش، اقبالِ پاپوشِ تو خواہند

پورے جہان نے آپ کے لیے دیدہ و دل بچھا رکھے ہیں اور فرش کی طرح جناب کے پاپوش کی آمد چاہتے ہیں۔

زِ حجرہ پائی در صحنِ حرم نہ　　بفرقِ خاک، رہ بوساں قدم نہ

گنبد خضرا کے حجرہ شریفہ سے حرم (مسجدِ نبوی) کے صحن میں تشریف لائیے اور خاک بوسانِ راہِ مبارک کے سروں پر قدم رکھیے۔

بدہ دستی زِ پا افتادگان را　　بکن دلداری دلدادگان را

(یا نبی اللہ) عاجزوں کی دستگیری اور عاشقوں کی دلجوئی فرمائیے!

اگرچہ غرقِ دریائے گناہیم فتادہ خشک لب برخاکِ راہیم

اگرچہ ہم گناہوں کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں، تاہم آپؐ کی خاکِ راہ پر خشک لب پڑے ہیں۔

تو ابرِ رحمتی آں بہ کہ گاہی کنی برحالِ لب خشکاں نگاہی

کیا ہی اچھا ہو کہ جناب والا تشنہ لبوں کے حال پر رحم فرمائیں۔ آپؐ تو ابرِ رحمت ہیں۔

اگر نبود چو لطفت دستیاری زدستِ ما نیاید ہیچ کاری

(اے رحمۃ للعالمین) اگر آپؐ کی نظرِ رحمت ہم پر نہ پڑی تو ہمارے ہاتھ سے کوئی بھی اچھا کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکے گا۔

قضای افگند از راہ مارا خدا را از خدا در خواہ مارا

ہم بدقسمتی سے راہِ راست سے دور ہو گئے ہیں۔ خدا کے لئے خدا تعالیٰ سے ہمارے لیے التجا کیجئے کہ ہم سیدھی راہ پر مضبوطی سے قائم رہیں۔

بحسنِ اہتمامت کارِ جامی طفیلِ دیگراں یابد تمامی

آپؐ کے حسنِ اہتمام و انتظام سے، دوسرے اولیاء اللہ کے طفیل، جامی کے مقاصد بھی پورے ہو جائیں گے۔

- جو بندہ پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہے۔ رمضان کے روزے رکھتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرتا ہے کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے تو اس بندے کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے کہ تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جا۔ (نسائی)

- ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چھ باتوں کی طرف سے مجھے اطمینان دلا دے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوتا ہوں۔ ابوہریرہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! وہ چھ باتیں کیا ہیں؟ سرکارؐ نے ارشاد فرمایا۔ نماز، زکوٰۃ، امانت، شرمگاہ کی حفاظت، پیٹ کو حرام مال کی کمائی سے محفوظ رکھنا اور زبان کو بُری باتوں سے بچانا (طبرانی)

- ایک اعرابی نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا مجھے ایسے اعمال بتایئے جن کی وجہ سے میں جنت میں چلا جاؤں۔ فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر۔ نماز پڑھا کر۔ زکوٰۃ دیا کر۔ رمضان کے روزے رکھا کر۔

تمدنِ کامل

مولانا قاضی خلیق احمد صاحب

تمام عقلائے دنیا اس بات پر متفق ہیں کہ کوئی زندگی خواہ وہ تاریخی حیثیت سے کیسی ہی اہمیت کیوں نہ رکھتی ہو جب تک وہ کامل نہ ہو بنی نوع انسان کے لئے نمونہ نہیں بن سکتی، کسی زندگی کا کامل اور تمام نقائص سے پاک ہونا اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتا جب تک اس زندگی کے تمام گوشے ہمارے سامنے موجود نہ ہوں۔

سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر لمحہ پیدائش سے لے کر وفات تک اس زمانے کے لوگوں کے سامنے اور آپ کی وفات کے بعد تاریخ عالم کے سامنے بے نقاب موجود ہے آپ کی زندگی کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی ایسا نہیں گذرا جب آپ اہل وطن کی آنکھوں سے اوجھل ہو کر زندگی کی جد وجہد میں مصروف ہوں۔

پیدائش، رضاعت، بچپن، ہوش وتمیز، نوجوانی، جوانی، تجارت، سفر، شادی، تعلقات اقرباء واحباب، زمانۂ قبل نبوت، قریش کی جنگ، قریش کے معاہدے، امین بننا، خانہ کعبہ میں پتھر نصب کرنا، غار حرا کی گوشہ نشینی، وحی کی ابتداء، اسلام کا ظہور، دعوت تبلیغ، اہل وطن کی مخالفت، سفر طائف، معراج ہجرت، غزوات، صلح حدیبیہ، دعوت اسلام کے نامہ وپیام، اسلام کی اشاعت، تکمیل دین، حجۃ الوداع، وفات شریف، ان میں سے کونسا زمانہ ہے جو دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کونسی حالت ہے جس سے اہل تاریخ واقف نہیں۔

معمولاتِ زندگی ـ معمولات زندگی میں غور کیا جائے تو اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، شادی بیاہ، بال بچے، دوست احباب، نماز، روزہ، رات دن کی عبادت، خلوت وجلوت کے تمام حالات وواقعات

ہر چیز پوری روشنی میں مذکور، معلوم اور محفوظ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواہ خلوت میں ہوں یا جلوت میں، مسجد میں ہوں یا میدانِ جہاد میں۔ نمازِ شبانہ میں مصروف ہوں یا فوجوں کی صف آرائی میں۔ منبر پر ہوں یا گوشۂ تنہائی میں، ہر حالت میں ہر شخص کو حکم تھا کہ جو کچھ میری حالت اور کیفیت ہو وہ منظر عام پر لائی جائے۔ ازواجِ مطہرات خلوت خانہ کے حالات سنانے اور بتانے میں مصروف رہیں، مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا جو ان عقیدت مند خدام کی قیام گاہ تھا جن کے رہنے کے لئے کہیں گھر و رنہ تھا وہ باری باری سے دن کو جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اس سے روزی حاصل کرتے اور سارا وقت آپ کے ارشادات عالیہ سنتے، آپ کے حالات دیکھے اور آپ کی معیت میں صرف کرتے تھے۔ یہ مقدس افراد تعداد میں ستر کے قریب تھے! انہی میں حضرت ابوہریرہؓ ہیں جن سے زیادہ کسی صحابی کی روایات نہیں، یہ ستر ہستیاں پاسبانوں کی طرح شب و روز ذوق و شوق کے ساتھ آپ کے حالات دیکھنے اور دوسروں سے بیان کرنے میں مصروف رہتی تھیں، شبانہ روز پانچ مرتبہ مدینہ میں رہنے والے تمام لوگ دس برس تک آپ کے حالات کا معائنہ کرتے رہے۔ غزوات اور لڑائیوں کے موقع پر ہزارہا صحابہ کو آپ کے حالات سے واقف ہونے کا موقع ملتا تھا۔ فتح مکہ کے روز دس ہزار، غزوہ تبوک تیس ہزار اور حجۃ الوداع میں ایک لاکھ سے زیادہ صحابہؓ کو آپ کی زیارت کے مواقع ملتے رہے، اور خلوت و جلوت، گھر اور باہر، صفہ اور مسجد، حلقۂ تعلیم اور میدان جنگ میں جس نے جس حال میں آپ کو دیکھا اس کی عام اشاعت کی اس کو نہ صرف اجازت بلکہ حکم تھا کہ جو حال دیکھا جائے اس کو بے کم و کاست بیان کیا جائے۔ اب آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کونسا پہلو ہوگا جو زیر پردہ رہا ہوگا، مگر کبھی کوئی ایک شخص بھی اس پر حرف گیری نہ کر سکا۔ تو اب ایسی زندگی کو معصوم اور بے داغ کہنا زیبا ہوگا۔ اور ہر شعبۂ زندگی میں ایسی مکمل زندگی کا نمونہ مشعلِ ہدایت کا کام دے گا یا وہ زندگیاں جن کا بڑا حصہ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ اور اوجھل ہے؟

خاتم الانبیاء اور اغیار: مسلمانوں سے قطع نظر کہ ان کا تو دین و ایمان ہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت و غلامی ہے، دشمنوں کے کیمپ میں آؤ ہندوستان میں ہندوؤں نے سکھوں نے عیسائیوں نے برہمو سماجیوں نے آپ کی سیرت پر صدہا کتابیں لکھی ہیں۔ اہل یورپ جن کو سرور کائنات علیہ السلام کے ساتھ مذہبی عقیدت نہیں ہے وہاں بھی مشنری کی خدمت کے لئے یا علمی ذوق یا تاریخ عالم کی تکمیل کے لئے حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر کتابیں لکھی گئیں۔

۱۹۰۸ء میں دمشق کے ایک علمی رسالہ المقتبس میں ان کتابوں کی تعداد تیرہ سو سے کچھ زائد بتلائی گئی تھی جو یورپ کی مختلف زبانوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر لکھی جا چکی تھیں۔ عربی، فارسی، اردو، اور دنیا کی مختلف زبانوں میں جو کتابیں اس وقت تک سیرت پر لکھی جا چکی ہیں۔ اگر سب کو شمار کیا جائے تو یہ تعداد ہزاروں سے متجاوز ہو جائیگی۔

پروفیسر مارگیولیس ـــــ کی کتاب جو ۱۹۰۵ء میں ہیروز اوف دی نیشن کے سلسلہ میں سیرت محمدی پر لکھی گئی ہے اس سے زیادہ نکتہ چینی کے انداز میں کوئی کتاب سیرت نبوی پر انگریزی زبان میں نہیں لکھی گئی اس نے ہر واقعہ کو بگاڑ کر بیان کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا کر نہیں رکھا تاہم وہ مقدمۂ کتاب میں اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوا کہ =

"محمد کے سوانح نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے کسی سوانح نگار کا اس میں جگہ پانا اس کے لئے باعث عزت و افتخار ہے"

جان ڈیون پورٹ صاحب نے ۱۸۷۰ء میں ایک کتاب "اپالوجی فار محمد اینڈ قرآن" لکھی ہے اس کتاب کو وہ ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں =

اُس میں شک نہیں کہ تمام مقننین اور فاتحوں میں ایک بھی ایسا نہیں جس کی سوانح حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقائع عمری سے زیادہ مفصل اور سچے ہوں"

ریوانڈ ڈبلیو اسٹیفن تحریر کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بت پرستی کے عوض خالص توحید کا عقیدہ قائم کیا، آپ نے لوگوں کے اخلاقی معیار کو بلند کیا اور ان کی تمدنی حالت کو ترقی دے کر ایک سنجیدہ اور نہایت معقول طریق عبادت جاری کر کے عرب کے انتہائی وحشی اور آزاد قبائل کو جو ذروں کی طرح ادھر اُدھر بکھرے ہوئے تھے باہم ملا کر ایک ٹھوس اور عظیم الشان ملکی جماعت اور ایک عالی مرتبت قوم کی شکل میں منتقل کر دیا۔

کیا آپ کا عظیم الشان کارنامہ اور معجزہ نہیں ہے کہ آپ نے بے شمار قابل نفرت اور وحشت انگیز رسموں کا قلع قمع کر کے رکھ دیا جو آپ کے زمانہ تک تمام عرب میں رائج تھیں۔ آپ نے بہت سے معبودوں کے باطل عقیدہ کی جگہ ایک قادر مطلق رحمٰن رحیم خدا کا معقول عقیدہ قائم کیا۔

آپ نے لوگوں کے دلوں میں اس خیال کو راسخ کردیا کہ وہ اس یقین کے ساتھ زندگی بسر کریں کہ ایک ہی قادر مطلق ہر دم ہمارا محافظ و نگہبان ہے۔ اسی کو عزت و ذلت، فتح و نصرت دینے والا یقین کریں۔ اسی کو نیکیوں کی جزا اور برائیوں کی سزا دینے والا سمجھیں اور فقط اسی سے ڈریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوباشانہ بدکاری کے بجائے تعدد ازدواج کا ایک با احتیاط اور با ضابطہ اصول قائم کیا۔ دختر کشی کی رسم کا پورا انسداد کیا۔ غریبوں یتیموں، اور بے کسوں کی خبر گیری کا اہتمام فرمایا۔ نکمے نکھٹوں اور ڈاکہ زنی کرنے والوں کو محنت سے حلال روزی پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔ یہ آپ ہی کی پاکیزہ اور سادہ تعلیم کا اثر ہے کہ ترکی، ہندوستانی، رومی، ایرانی، حبشی، بربری، افغانی، روسی، چینی تمام اقوام دنیاء اسلام کے آغوش میں جانے کے بعد ایک عظیم الشان برادری کے رشتہ میں منسلک ہو جاتی ہیں"۔

تہذیب اسلامی کا حقیقی مرکز:- دنیا میں بابل واسیریا ہندوستان و چین، مصر و شام، یونان و روم میں بڑے بڑے تمدن پیدا ہوئے اخلاق کے بڑے بڑے نظریئے قائم کئے گئے تہذیب و شائستگی کے دل فریب اصول بنائے گئے۔ اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، کھانے پینے، چلنے پھرنے ملنے جلنے، اوڑھنے پہننے، رہنے سہنے، شادی بیاہ، مرنے جینے، غم و مسرت، دعوت و ملاقات، مصافحہ و سلام غسل و طہارت، عیادت و تعزیت، تبریک و تہنیت، دفن و کفن کے بہت سے رسوم، آداب و شرائط مرتب ہوئے اور ان سے ان قوموں کی تہذیب، تمدن اور معاشرت کے اصول بنائے گئے۔ یہ اصول صدہا سال میں بنے مگر عملی جامہ نہ پہن سکے اور ختم ہو کر رہ گئے۔ صدیوں میں ان کی تعمیر ہوئی مگر فنا ہو کر اس طرح گم ہوئے کہ آج صفحات تاریخ کے سوا کہیں نظر نہیں آتے۔ یہ شرف اسلام اور صرف اسلام ہی کے تمدنِ کامل کو حاصل ہے کہ گنتی کے چند سالوں میں بنا تیئیس سالہ دورِ نبوت میں اس کی نشوونما ہوئی اور آج چودہ سو سال سے کل روئے زمین کی ہزاروں مختلف المذاق اقوام میں یکسانی کے ساتھ قائم ہے اس مقدس زندگی کے آئینہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی زندگیاں سجائیں اور ان کا عکس تابعین رح نے اتارا اور اس طرح وہ تمام دنیائے اسلام کا عمل اور رسم بن گئی جس کی نظیر تمام کرۂ ارض پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل و مقدس زندگی مرکزی نقطہ تھی صحابہ رض نے اس کو خط اور تابعین نے

دائرہ بنا دیا۔ ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تھی جو صحابہ کی زندگی بن گئی تھی اور وہ کامل تصویر آج بھی ہمارے سامنے موجود ہے۔ افریقہ یا ہندوستان کا کوئی خاندان جب آج عیسائی ہوتا ہے تو اس کو مذہب اگرچہ انجیل سے ملتا ہے لیکن تمدن تہذیب اور عملی زندگی کا سبق یورپ کے خود ساختہ تمدن سے سکھایا جاتا ہے۔ لیکن وحشی سے وحشی قبیلہ جو مسلمان ہوتا ہے اس کو جہاں سے مذہب ملتا ہے وہیں سے تمدن و تہذیب اور شائستگی کا سبق بھی ملتا ہے۔ مسلمان ہوتے ہی پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی انسانی ضروریات و حالات کے ساتھ ساتھ اس کے سامنے آجاتی ہے اور یہ بولتی چالتی، جیتی جاگتی تصویر ہر مسلمان کی زندگی کی حالت اور ہر کیفیت کا آئینہ بن جاتی ہے۔

ایک یہودی کا طنزاً اعتراض اور اس کا جواب ایک مرتبہ ایک یہودی نے ایک صحابی سے طنزاً کہا تھا کہ تمہارا پیغمبر تم کو ہر چیز کی تعلیم دیتا ہے اور معمولی معمولی باتیں بھی سکھاتا ہے" صحابی نے فخر کے ساتھ جواب دیا کہ "ہاں ہمارا پیغمبر ہم کو ہر چیز کی تعلیم دیتا ہے، یہاں تک کہ آپ نے ہم کو استنجا اور آب دست کی بھی تعلیم دی ہے" اور آج بھی ہم اس کامل تعلیم اور اس کی عملی نمونوں کو فخر کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں گویا سیرتِ محمدی دنیا کا آئینہ خانہ ہے جس میں دیکھ کر ہر شخص اپنی جسم و روح، ظاہر و باطن، قول و عمل، زبان و دل، آداب و رسوم، طور و طریق کی اصلاح اور درستی کر سکتا ہے اور اسی لئے مسلمان قوم اپنی شائستگی اور آداب و اخلاق کے لئے اپنے مذہب سے باہر اور اپنے رسول کی سیرت سے الگ کوئی چیز بحیثیت مسلمان ہونے کے تلاش نہیں کرتی اور نہ اس کو اپنی زندگی کے کسی شعبہ میں اس کی ضرورت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدس دنیائے اسلام کا عالمگیر آئینہ ہے۔ اسی کے مقابلہ سے حسن و قبح اور نیکی بدی کا راز اس پر کھلتا ہے۔ اور چونکہ کوئی انسانی کامل زندگی ایسی کاملیت و جامعیت کے ساتھ دنیا کے سامنے موجود نہیں، اس لئے تمام کرۂ ارض پر بسنے والے انسانوں کے لئے یہی ایک کامل نمونہ ہے۔ اور صرف ایسی ہی کامل و مکمل اور بے پردہ زندگی انسانوں کے لئے قابل نمونہ ہو سکتی ہے۔ ایسی مکمل سیرت اور قابل عمل نمونۂ زندگی کی طرف قرآن مجید نے متوجہ کیا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ — یعنی رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین عملی نمونہ ہے۔

(احزاب)

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ — آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم کو اپنے کامل

نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (مائدہ) احسان سے نواز دیا، اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کرلیا

یعنی قرآن کے قصص واخبار میں پوری سچائی، بیان میں پوری تاثیر، اور قوانین واحکام میں پورا توسط اور اعتدال موجود ہے، ـــــ قرآن نے حلت وحرمت کے جو احکام بیان کئے ان کی تفصیل سنت نبوی کی روشنی میں ہوئی اور آئندہ ضرورت زمانہ کے اعتبار سے ہمیشہ وضاحت ہوتی رہیگی۔ لیکن ترمیم واضافہ کی کسی وقت بھی مطلقاً گنجائش نہیں۔ اس سے بڑھ کر انعام واحسان کیا ہوگا کہ اسلام جیسا مکمل دستور حیات اور خاتم الانبیاء جیسا اکمل نبی آپ کو مرحمت فرمایا گیا۔ مزید برآں استقامت واطاعت کی توفیق بخشی، روحانی غذاؤں اور دنیاوی نعمتوں کا دسترخوان تمہارے لئے بچھا دیا۔ حفاظت قرآن، غلبۂ اسلام، اور اصلاح عالم کے لئے جاودانی سامان مہیا کر دیا۔ اب اس عالمگیر اور مکمل دین کے بعد کسی اور نئے دین کا انتظار کرنا سراسر نادانی ہے اسلام جو تفویض وتسلیم کا مترادف ہے اس کے سوا مقبولیت اور نجات کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔

- حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سونے چاندی کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اس کے مال کی تختیاں بنا کر قیامت میں اس شخص کی پیشانی اور پہلوؤں کو داغ دیا جائے گا۔ جب یہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر گرم کر لی جائینگی اور قیامت کے پچاس ہزار برس والے پورے دن میں اس کو یہی عذاب ہونا رہے گا۔ (بخاری، مسلم، طبرانی)۔

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کعبہ کے رب کی قسم سخت ٹوٹا پانے والے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کون لوگ ہیں فرمایا جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص اونٹ، گائے یا بکریاں چھوڑ کر مرا لیکن ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا تو قیامت میں یہ جانور لائے جائیں گے اور دنیا کی حالت سے زیادہ فربہ ہوں گے پھر یہ مویشی اپنے سینگوں اور کھروں سے اس شخص کو زخمی کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ بندے حساب سے فارغ ہوں۔ یعنی پچاس ہزار برس تک۔ (بخاری، مسلم، احمد)۔

نعت

اللھم صل علی النبی الامی

ہزاروں یاسمن قرباں کر دوں ملے مجھ کو اگر خارِ مدینہ
مطیع اُس کے ہیں شاہانِ دو عالم ہے شاہنشاہ سرکارِ مدینہ
وہ مسکن ہے، وہ مدفن ہے نبی کا عجب ہے شانِ دربارِ مدینہ
اِرم قرباں ہے، صدقے ہے جنّت بہت دلکش ہے گلزارِ مدینہ
اگر مطلوب ہو قربِ الٰہی عرب میں جا کے ہو جارِ مدینہ
بہت بےچین ہوں فرقت میں یارب بلا دے مجھ کو غم خوارِ مدینہ
مجھے نفرت ہے ہر کوچہ، گلی سے فقط ہے شوقِ بازارِ مدینہ
اگر ہے شوقِ " ماءِ غیر آسن " تو پی لے آبِ انہارِ مدینہ
مُبارک خواب تھی اُس رات میری کہ دیکھا بختِ بیدارِ مدینہ
بھرے گا موتیوں سے میرا دامن ملے گا جب گہربارِ مدینہ
کیے ہیں آنسوؤں نے سب کے سب فاش نہاں جتنے تھے اسرارِ مدینہ
مَیں طیبہ والے دلبر کا ہوں عاشق لیا دِل چھین دل دارِ مدینہ
مِرا سرمایۂ دانش ہے کافی ہوں مجنوں اور ہشیارِ مدینہ
مِرے دل میں ہے تصدیقِ محمّدؐ زباں پر بھی ہے اقرارِ مدینہ

نیازؔی ! آرزو دل میں یہی ہے
خدا کر دیوے زوّارِ مدینہ

حضرۃ نیازی ہمدانیؒ

حضرۃ مولانا محمد مرزا گُل صاحب ظلہم
مدرس جامعہ مدنیہ لاہور

سلطان محمود غزنویؒ

سلطان محمود غزنوی ایک باہمت، منصف مزاج، بہادر اور نہایت دانشمند بادشاہ تھے۔ انہوں نے دین اسلام کی بڑی خدمت کی ہے۔ بہت سے غیر مسلم آپ کی کوششوں سے مسلمان ہوئے۔ اشاعت دین کے سلسلہ میں آپ کی خدمات امرا بنی امیہ، اور بنی عباس کے ہم پلہ تھیں۔

ہندوستان کو فتح کر کے آپ نے ایک عظیم کارنامہ انجام دیا۔ آپ سے پہلے امرا بنی امیہ اور خلفاء بنی عباس نے بھی ہندوستان پر حملے کئے تھے، لیکن اس کی فتح روز ازل سے سلطان محمود غزنوی کے مقدر میں لکھی گئی تھی، اس مہم کی توفیق حق تعالیٰ نے آپ ہی کو دی۔ ہندوستان میں آپ نے دھاک بٹھائی ہندو راجا آپ سے بے حد مرعوب تھے۔

یہ ذی ہمت و شجاعت سلطان ترکی النسل غلام سبکتگین کے بڑے صاحبزادے تھے۔ سبکتگین الپتگین کے غلام تھے۔ الپتگین بھی ملوک سامانیہ کے زمانہ میں غلامی سے آزاد ہو چکے تھے اور صوبۂ خراسان کے والی بن چکے تھے۔ لیکن عبد الملک بن مروان جو بنی امیہ کے مشہور امیر تھے ان کے خوف سے الپتگین خراسان چھوڑ کر غزنی پر قابض ہوئے۔ سولہ سالہ امارت کے بعد سلطان الپتگین نے وفات پائی۔ ان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا، ابو اسحاق مسند امارت پر رونق افروز ہو گیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ بھی وفات پا گئے۔ ابو اسحاق کے وفات کے بعد اعیان دولت نے سلطان محمود کے والد سبکتگین کو مسند امارت پر بٹھایا۔ اور ان کے آقا الپتگین کی لڑکی کے ساتھ نکاح بھی کرایا۔

سبکتگین نے مسندِ امارت سنبھالنے کے بعد عدل و انصاف کو اپنا شعار بنایا اور تبلیغِ دین کے لئے علمِ جہاد بلند کیا۔ اور مملکت کی طرف متوجہ ہوئے۔

سلطان سبکتگین نے ہندوستان کے صوبوں میں پہلا حملہ صوبہ سندھ پر کیا۔ جہاں کا حکمران راجہ جیپال تھا، راجہ جیپال ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا لیکن شدید لڑائی کے بعد راجہ جیپال کو شکست ہوئی اور جزیہ دینے پر رضامند ہوا، چنانچہ ایک لاکھ روپے اور پچاس ہاتھی سالانہ جزیہ دینا تسلیم کیا۔ اس کے علاوہ چند مضبوط قلعے بھی سلطان سبکتگین کے قبضہ میں دیئے۔ اس معاہدے کے بعد سلطان سبکتگین نے غزنی کی طرف مراجعت کی۔ لیکن تھوڑے عرصہ بعد سندھ کے راجہ جیپال نے عہد شکنی کی، اور سلطان کے نائبین کو گرفتار کیا۔ جب یہ خبر غزنی پہنچی تو سلطان سبکتگین دوبارہ لشکرِ جرار لے کر سندھ پر حملہ آور ہوئے راجہ جیپال بھی لشکرِ کثیر کے ساتھ مقابلہ پر آیا اور طرفین ایک بار پھر بڑی بے جگری سے لڑے لیکن اس بار بھی راجہ جیپال کو شکست ہی کا منہ دیکھنا پڑا۔ وہ شکست کھا کر سندھ سے فرار ہو گیا۔ اس کامیابی کے بعد سلطان سبکتگین ملقب بہ سلطان ناصر الدین نے علاقہ سندھ کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ شعبان ۳۸۷ھ میں سلطان کا انتقال ہو گیا۔

سلطان کی دو بیویاں تھیں، ایک ان کے آقا الپتگین کی بیٹی دوسری بی بی زابلستان ایک ترکی سردار کی صاحبزادی تھی۔ الپتگین کی بیٹی کے بطن سے سلطان اسماعیل پیدا ہوئے، دوسری بیوی کے بطن سے سلطان محمود غزنوی ہوئے عمر کے اعتبار سے سلطان اسماعیل چھوٹے اور سلطان محمود غزنوی بڑے تھے۔ باپ کی وفات کے وقت سلطان محمود غزنوی نیشاپور میں تھے۔ اور سلطان اسماعیل بلخ میں۔ چنانچہ باپ نے وفات کے وقت سلطان اسماعیل کو اپنا جانشین بنایا۔ وفات کے بعد باپ کی وصیت کے بموجب سلطان اسماعیل قبۃ الاسلام بلخ میں تخت نشین ہوئے۔ اور تخت پر بیٹھتے ہی اعیانِ دولت کے لئے خزانوں کے منہ کھول دیئے۔ جب سلطان محمود کو اس کی خبر ہوئی تو اپنے بھائی کے نام مندرجہ ذیل مضمون کا خط بھیجا۔

اے برادرِ گرامی ترین مردم پیش من توئی ہر آنچہ مطلوب تو باشد از ملک و مال دریغ نیست۔ اما وقوفِ امور سلطنت و کبر سن و تجربہ ایام در ثبات و دوام دولت دخل تمام دارد، اگر در ذات تو این صفات موجود بودی متابعت تو میکردم مصلحت آنست کہ تائل فرمودہ متروکات پدر بمقتضائے

شریعت غرا تقسیم فرمائی، دغزنین را ایمن گذاری تا من ولایت بلخ و امارت خراسان، بتو مسلم دادم"

لیکن سلطان اسماعیل نے اپنے بھائی کے خط کا جواب تک نہ دیا۔ جس سے سلطان محمود غزنوی نہایت خشمناک خشمناک ہوئے اور نیشاپور سے غزنی کی طرف روانہ ہوئے، ادھر جب سلطان اسماعیل کو اس کا علم ہوا تو وہ بھی بلخ سے روانہ ہوئے جب دونوں بھائی ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو سلطان محمود غزنوی نے مصالحت کی بڑی کوشش کی تاکہ یہ جھگڑا تیغ و تفنگ کے بغیر ہی طے ہو جائے، لیکن ان کی یہ کوشش کارآمد ثابت نہ ہوئی اور دونوں بھائیوں میں شدید جنگ ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی نے فتح پائی اور بھائی کو گرفتار کر لیا۔ ان کے عمال و حکام کو معزول کیا۔ اور تخت پر رونق افروز ہو گئے۔ غزنی کو پایۂ تخت بنایا۔

جب سلطان محمود تخت نشین ہوئے تو سلطان نوح ابن منصور سامانی نے جو سمرقند و بخارا کے حکمران تھے سلطان محمود کو سیف الدولہ کا لقب دیا۔

کچھ عرصہ بعد سلطان محمود غزنوی نے والیٔ خراسان کو شکست دے کر خراسان کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا جس پر ایک عباسی خلیفہ نے آپ کو یمین الدولہ کا لقب دیا۔

سلطان محمود غزنوی جب تخت نشین ہوئے اس وقت علاقہ ماوراء النہر پر ایک ترکی سردار ایلک خان حکمران تھا۔ محمود غزنوی اور ایلک خان کے درمیان عہد و پیمان ہوا۔ اور ایلک خان کی لڑکی سے محمود غزنوی نے نکاح بھی کر لیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد، دونوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور آخر کار لڑائی تک نوبت پہنچ گئی۔ سلطان محمود نے ایلک خان کو شکست دی اور ماوراء النہر کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا

جب سلطان محمود غزنوی، خراسان، ماوراء النہر اور بلخ وغیرہ کو فتح کر چکے اور ان علاقوں کی جنگوں سے فراغت پائی۔ تو انہوں نے ہندوستان کا رخ کیا۔ ہندوستان کے بارے میں انہوں نے پہلے ہی سے بہت معلومات حاصل کر لی تھیں۔

ہندوستان پر سلطان محمود غزنوی کے حملے اور فتوحات۔

۳۹۰ھ میں آپ نے ہندوستان پر پہلا حملہ کیا۔ اس حملہ میں ہندوؤں کا ایک مضبوط قلعہ بھیم فتح کیا۔ یہ قلعہ ایک پہاڑی پر آباد تھا۔ اس قلعہ میں ہندوؤں کا بہت بڑا بتخانہ بھی تھا۔ اس فتح میں سلطان کو بے حساب مال غنیمت ہاتھ آیا۔ آپ نے بت خانہ کو منہدم کیا اور مفتوحہ علاقہ پر ایک سردار مقرر کر کے

غزنی واپس لوٹے۔

۴۰۵ھ میں پھر ہندوستان پر حملہ کیا۔ اور عظیم الشان فتح حاصل کی۔ اس بار بھی کافی مال غنیمت حاصل کیا۔ یہاں سے جاکر آپ نے علاقہ خوارزم کو فتح کیا۔

۴۰۹ھ میں قنوج کو فتح کرنے کے ارادہ سے قنوج کا رخ کیا۔ قنوج کے حاکم راجہ کلنچند راجپوت (جو بہت طاقتور راجہ تھا) کو جب اس کا علم ہوا تو وہ کافی فوج اور ساز و سامان کے ساتھ مقابلہ پر آیا۔ زبردست جنگ کے بعد راجہ کلنچند کو شکست فاش ہوئی، اور سلطان کو اس دفعہ بھی بہت سامال غنیمت ملا۔ قنوج فتح کرنے کے بعد سلطان غزنی گئے۔ غزنی جاکر انہوں نے ایک عظیم الشان مسجد اور بہت بڑا مدرسہ تعمیر کرایا۔

فتح سومنات

سلطان محمود غزنوی کی فتوحات میں سے فتح سومنات ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔

سومنات ریاست جوگڑھ میں واقع ہے۔ یہاں ہندوؤں کا ایک عظیم بت خانہ بھی تھا۔ سلطان نے سندھ اور پنجاب کی فتوحات کے بعد ۴۱۶ھ میں سومنات فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ تیس ہزار فوج لے کر ملتان کے راستے سومنات کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں بہت ہندو راجے مقابلہ پر آئے مگر سب کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور سلطان کامیابی اور کامرانی کے ساتھ ماہ ذی الحجہ میں سومنات پہنچ گئے۔ سومنات ایک بُت کا نام تھا۔ جسے ہندو بہت متبرک سمجھتے تھے۔ بُت خانہ سومنات دریا کے کنارے واقع تھا۔ کہتے ہیں کہ کئی ہزار آباد گاؤں اس بت خانہ کے نام وقف تھے۔ لعل و یاقوت اور جواہرات سے مرصع تقریباً ۵۶ ستون اس بُت خانہ میں موجود تھے۔ تقریباً دو ہزار برہمن ہندو اس بُت خانہ میں پوجا پاٹھ کے لئے قیام پذیر تھے۔ کوئی ڈھائی من کی ایک طلائی زنجیر بُت خانہ کے ایک گوشہ میں لٹکی ہوئی تھی۔ سینکڑوں افراد یہاں خدمت پر مامور تھے۔ گویا یہ ہندوؤں کا بہت ہی بڑا بُت خانہ تھا۔ سلطان نے جب سومنات کا محاصرہ کیا تو پچاس ہزار کے لگ بھگ ہندو مقابلہ پر آئے۔ زبردست لڑائی ہوئی۔ بالآخر سلطان کو فتح نصیب ہوئی اور ہندوؤں کو شکست فاش ہوئی۔ سلطان نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے اس بُت خانہ میں داخل ہوئے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ کچھ پجاری بُت خانہ میں بچ گئے تھے۔ انہوں نے محمود غزنوی کے سامنے پانچ لاکھ دینار پیش کر کے کہا کہ دینار قبول کر لئے جائیں اور بُت کو نہ توڑا

جائے۔ لیکن سلطان نے بُت فروش بننے کے بجائے بُت شکن بننے کو ترجیح دی اور کہا بُت بہرصورت توڑا جائے گا۔ چنانچہ اپنے دست مبارک سے اس بُت کو توڑ ڈالا۔ فتح سومنات کے موقع پر محمود غزنوی نے بیس لاکھ دینار سے بھی زائد مالِ غنیمت پایا۔

سومنات کے بعد سلطان محمود غزنوی نے عراق عجم کو بھی فتح کیا۔ دنیا فانی ہے۔ سب کو یہاں سے جانا ہے۔ مختلف علاقوں کے فتح کے بعد اس عظیم فاتح کے جانے کا وقت آیا۔ اور آپ مرض سل میں مبتلا ہو گئے۔ تیس ربیع الاول ۴۲۲ھ بروز جمعرات بعمر ۶۳ سال ۳۱ سال حکومت کرنے کے بعد سلطان محمودؒ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

سلطان محمود نہایت عادل حکمران تھے "تاریخِ فرشتہ" نے لکھا ہے کہ ایک دن ایک شخص دادخواہی کے لئے، سلطان محمود غزنوی کے دربار میں حاضر ہوا، اور بادشاہ سے عرض کیا کہ عالیجاہ! میری ایک فریاد ہے، اگر آپ مدد فرمائیں تو بڑی نوازش ہوگی۔ بادشاہ نے فرمایا کیا فریاد ہے؟ عرض کیا کہ نہایت راز کی بات ہے۔ بادشاہ نے اسی وقت تخلیہ کیا۔ اور اس سائل کو خلوت میں بُلا کر بات دریافت کی۔ اُس نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت! آپ کا بھانجا عرصہ دراز سے رات کو میرے غریب خانہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور مجھے جبراً گھر سے باہر نکال دیتا ہے اور خود میری اہلیہ کے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول ہو جاتا ہے۔ بمقتضائے حدیث کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہٖ بروز قیامت میدان حشر میں اللہ جل ذکرہٗ سلاطین و امراء سے ان کی رعایا اور زیردستوں کے متعلق پوچھ گچھ ضرور کرے گا۔ اگر آپ نے میری فریاد سنی تو بہتر ورنہ میں یہ معاملہ روزِ محشر پر چھوڑتا ہوں ہوں، اللہ تعالیٰ خود ظالم سے مظلوم کا انتقام لے گا۔ سلطان نے جب یہ باتیں سنیں تو ان پر خوف طاری ہوا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ سائل سے فرمایا کہ اب تک تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ عرض کیا کہ کئی بار امراء اور ارکانِ دولت سے عرض کر چکا ہوں لیکن کوئی بھی مدد کو تیار نہیں ہوا۔ آج بڑے حیلوں اور بہانوں سے بمشکل تمام جناب کی خدمت میں آ پہنچا ہوں۔ بادشاہ نے کہا، اب تم گھر واپس جاؤ: اور جس وقت وہ ظالم تمہارے گھر آئے تو مجھے اطلاع کرنا اور دربانوں کو ہدایت کی جس وقت بھی یہ شخص آئے اسے فوراً مجھ تک لے آؤ۔ سائل سے علیحدگی میں کہا کہ اگر دربانوں نے تمہیں مجھ سے ملانے میں پس و پیش کیا تو تم فلاں مقام پر کھڑے ہو کر مجھے آواز دو، میں سُن لوں گا۔ اس بات چیت

کے بعد یہ شخص گھر چلا گیا۔ تیسری رات بادشاہ کا بھانجا آدھی رات کو اس غریب کے گھر میں داخل ہوا۔ اور حسب عادت اس غریب کو گھر سے باہر نکال دیا اور خود عیش وعشرت میں مشغول ہو گیا۔ یہ شخص بادشاہ کی ہدایت کے مطابق اسی وقت محل شاہی میں گیا۔ بادشاہ سے ملنا چاہا، دربانوں نے روک دیا کہ بادشاہ سلامت اس وقت محو خواب ہیں۔ اس وقت ان سے ملنے کی اجازت نہیں ہے۔ مایوس ہو کر یہ اسی مقام پر چلا گیا جو بادشاہ نے اسے علیحدگی میں بتایا تھا۔ وہاں جاکر آواز دی کہ بادشاہ سلامت مدد فرمائیے۔ بادشاہ نے آواز سنی اور سنتے ہی اس کے پاس آگئے۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کا بھانجا حسب عادت میرے گھر میں آیا ہوا ہے۔ بادشاہ ننگی تلوار لے کر اس کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ اور اس کے گھر میں جاکر دیکھا کہ ان کا بھانجا واقعتہً اس غریب کی بیوی کے ساتھ ایک ہی بستر پر محو خواب ہے۔ بادشاہ نے چراغ بجھایا اور پھر اپنی تلوار سے اپنے بھانجے کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اس کو قتل کر کے بادشاہ نے پانی طلب کیا۔ اس شخص نے دریافت کیا کہ بادشاہ سلامت چراغ بجھانے کی وجہ کیا تھی؟ اور قتل کے بعد پانی کیوں طلب فرمایا؟ جواب دیا کہ چراغ تو اس لئے بجھایا کہ یہ میرا بھانجا تھا۔ روشنی میں اس کی صورت دیکھ کر شاید میں انصاف کا تقاضا پورا نہ کرتا اس لئے چراغ بجھا دیا تاکہ شکل نظر نہ آئے۔ اور پانی منگوانے کی وجہ یہ تھی کہ بخدا جس وقت تم نے مجھ سے اس کی شکایت کی تھی اس وقت سے میں نے یہ عہد کر لیا تھا کہ جب تک میں شر ظالم کو مظلوم سے دفع نہ کر لوں، نہ تو کچھ کھاؤں گا اور نہ ہی پیوں گا۔ بخدا اس وقت سے میں نے نہ کچھ کھایا ہے اور نہ پیا ہے اور آپ کی شکایت سے طبیعت پر اتنی گرانی تھی اور مجھے اتنا صدمہ تھا کہ مجھے بھوک اور پیاس کا احساس ہی نہ رہا تھا اب جب میں ظالم کو قتل کر کے اپنے عہد کو پورا کر چکا تو پیاس کا احساس ہوا اور پانی طلب کیا۔

"انوارِ مدینہ" میں

اشتہار

دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے۔

کلامِ نفیس

کیوں شکوۂ غم اے دلِ ناشاد کرے ہے
اک غم ہی تو ہے جو تجھے آباد کرے ہے

صیاد یہ کیا کیا ستم ایجاد کرے ہے
اب سارے گلستاں ہی کو برباد کرے ہے

کس حال میں اب ہائے وہ آزاد کرے ہے
دل قید سے چھٹتے ہوئے فریاد کرے ہے

یہ عشق تو ہر حال میں راضی برضا ہے
اب جو بھی ترا حسنِ خداداد کرے ہے

دل محوِ محبّت ہے، اسے کچھ نہیں پروا
آباد کرے کوئی کہ برباد کرے ہے

پاوے ہے وہی عشق سرافرازیٔ عالم
جس عشوۂ پہ وہ حسنِ ازل صاد کرے ہے

اس ساقیٔ کوثر سے صبا عرض یہ کرنا (ق)
اک رندِ سیہ مست بہت یاد کرے ہے

یہ عاشقِ بے نام ہے، مشتاقِ زیارت
دن رات ترے ہجر میں فریاد کرے ہے

درویشِ زبُوں حال ہے، اے جانِ دو عالم
ٹوٹے ہوئے دل سے جو تجھے یاد کرے ہے

اے بادِ صبا راہ تری دیکھ رہا ہوں
اب آکے سُنا جو بھی وہ ارشاد کرے ہے

رہتا ہے نفیسؔ ان دنوں اربابِ جنوں میں
دیوانہ ہے، رسوائی اجداد کرے ہے

★

لمحاتِ اخیر

حضرت مولانا جمیل احمد میواتی

❖ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے دورِ خلافت کو تاریخِ اسلام میں خلافت راشدہ جیسے مبارک دور سے تشبیہ دی جاتی ہے، مروان کے پوتے تھے، آپ کی والدہ حضرت امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں ـ

آپ کو آپ کے خاندان والوں نے ہی زہر دیا تھا جس سے شہادت پائی ۔ انتقال کے وقت طبیب نے عرض کیا کہ میری تشخیص یہ ہے کہ آپ کو زہر دیا گیا ہے اور اب زندہ بچنے کی امید نہیں۔ آپ نے برجستہ فرمایا کہ میری بھی یہ تحقیق ہے کہ جنکو زہر نہیں دیا گیا زندہ وہ بھی نہیں رہیں گے ۔ یعنی موت تو بہرحال سب ہی کو آنی ہے ۔ پھر آپ نے اس غلام کو بلوایا جس کے ذریعہ زہر دلوایا گیا تھا دریافت فرمایا تجھے اس کام پر کس چیز نے آمادہ کیا ؟ کہا ایک بھاری رقم مجھے دی گئی ہے، آپ نے اس کو طلب فرمایا، اور خزانہ میں جمع کرایا کہ مسلمانوں کی رقم ہے ۔

کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے لیئے کیا چھوڑا ہے جس سے یہ بعد میں اپنی گذران کرتے رہیں ۔ آپ نے ارشاد فرمایا، نہ میں نے کسی کا حق مار کر ان کے لیئے کچھ چھوڑا ہے نہ ان کا حق کسی کو دیا ہے ۔ میرے پاس کچھ ہے ہی نہیں، جو ان کے لیے چھوڑتا پھر ارشاد فرمایا، کہ اگر یہ لوگ تقویٰ اور پرہیزگاری پر قائم رہیں گے تو خداوند قدوس کا وعدہ ہے کہ وہ متقیوں کو وہاں سے کھلائیں گے پلائیں گے جہاں سے ان کو گمان بھی نہ ہو گا ۔ اور اگر یہ ایسے نہ رہے تو غیر متقیوں کے لئے چھوڑنا وبال سے خالی نہیں کہ فسق فجور پر معاونت کرنا ہے ۔ اس کے بعد آپ دنیا سے رخصت ہو گئے ۔

❖ امام الاولیا حضرت حسن بصری نور اللہ مرقدہ ۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۰ھ میں انتقال فرمایا ۔ حضرت کے والد حضرت یسار مشہور صحابی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

آزاد کردہ غلام تھے اور خود انہوں نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں پرورش پائی تھی۔ جب آپ کی والدہ کسی کام کے سلسلہ میں باہر تشریف لے جاتیں اور دیر ہو جاتی۔ تو آپ کے رونے بلکنے پر حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ماں ہی کی طرح آپ کے منہ کو اپنے مبارک سینہ سے لگا لیتی تھیں تاکہ بچہ ماں سمجھ کر دودھ پینے کی کوشش میں لگا رہ کر چپ ہو جائے اس سے بڑھ کر کسی کی کیا خوش نصیبی ہو گی۔

تصوف، طریقت، روحانیت کے چاروں مبارک سلسلے چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی، آپ ہی کی مبارک ذات پر جاکر منتہی ہوتے ہیں۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندی صرف ایک شاخ سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے (اور اس میں دو جگہ انقطاع ہے کہ مرید کو بعد وفات پیر کی قبر سے فیض ہوا) بعض نقشبندی حضرات اس میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ نقشبندی سلسلوں میں سے یہی شاخ سب سے اعلیٰ ہے کہ یہ سب سے بڑے صحابی تک پہنچتی ہے، (بقیہ سلاسل اور نقشبندی سلسلہ کی دوسری شاخ، امیر المومنین سیدنا اسد اللہ الغالب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتے ہیں) اس قسم کی باتیں، ذمہ دار حضرات نے تو کہی نہیں، کم فہم سطحی ذہن والے کہتے ہیں۔ تمام سلاسل مبارک ہیں، اعلیٰ ہیں، عند اللہ مقبول ہیں۔ جب آپ (حضرت حسن بصریؒ) کا بصرہ میں انتقال ہوا، تو جنازہ میں تمام شہر شریک ہوا کیونکہ تمام شہر آپ کا معتقد تھا۔ تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ پوری آبادی قبرستان چلے جانے کی وجہ سے جامع مسجد میں عصر کی نماز باجماعت نہیں ہو سکی ـــ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

❖ حضرت امام احمد بن حنبلؒ فقہ اسلام کے چار مشہور ائمہ میں سے ایک ہیں ۱۶۴ھ میں بغداد شریف میں پیدا ہوئے جمعہ ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ میں انتقال فرمایا۔

معتزلہ (جو ایک گمراہ فرقہ تھا) کے فتنہ "خلقِ قرآن" کے سبب حضرت کو بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کی وفات کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس فتنہ کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنے کے صلہ میں سونے کی جوتیاں پہنا کر جنت میں داخل فرمایا۔

آپ حضرت بشر حافیؒ کی خدمت میں تشریف لے جاتے تھے حضرت بشر حافیؒ اپنے وقت کے رئیس العارفین مانے جاتے تھے لیکن تھے امی۔ اس لئے امام احمد بن حنبل کے شاگردوں نے

ایک مرتبہ عرض بھی کیا کہ حضرت! آپ اتنے بڑے عالم اور امام ہو کر ان کے پاس تشریف لے جاتے ہیں۔ وہ تو عالم بھی نہیں۔ تو حضرت نے جواب دیا کہ میں تو کتاب جانتا ہوں اور وہ کتاب والے کی ذات پاک کے عارف ہیں"

۷۷ سال کی عمر میں مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ عیادت کرنے والوں کا ہجوم اس قدر ہوتا تھا کہ گھر بھر جاتا تھا، حتیٰ کہ گلی، بازار، سڑکیں اور محلّہ کی مساجد میں بھی جگہ نہ رہتی تھی حکومت کو نظم و نسق سنبھالنے کی غرض سے سپاہ متعین کرنی پڑی۔

نوروز بیمار رہے۔ پیشاب کی راہ سے خون آنا شروع ہوا۔ طبیب نے کہا غم و فکرِ آخرت نے اندر سے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

جمعرات کو طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ حسب فرمائش وضو کرایا گیا۔ اس حالت میں بھی ارشاد فرمایا کہ انگلیوں کا خلال بھی کراؤ۔

شب جمعہ کو حالت زیادہ بگڑ گئی حتیٰ کہ اگلے روز (جمعہ کو) یہ جلیل القدر امام رحلت فرما گئے۔

◈ حضرت امام ابو الحسن اشعری قدس اللہ سرہٗ العزیز جن کا نام علی اور کنیت ابو الحسن تھی والد کا نام اسمٰعیل تھا مشہور صحابی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں تھے ۲۷۰ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے ۳۲۴ میں انتقال فرمایا۔ بغداد شریف میں مدفون ہیں۔ جنازہ میں اعلان کیا گیا کہ "آج ناصر سنت کا انتقال ہو گیا"

آپ نے فتنۂ معتزلہ کی مؤثر و مدلل تردید کی جس سے مسلمانوں کو اس زمانہ میں بہت ہی قوت ایمانی نصیب ہوئی۔ آخر تک آپ کی حیات مبارکہ منارۂ رشد و ہدایت بنی رہی۔ اور آج بھی اہل سنت کا ایک طبقہ آپ کے عقائد پر چلتا ہے۔ اور دوسرا طبقہ ماتریدیہ کہلاتا ہے۔ حنفی حضرات ماتریدی ہیں۔

آپ جہاں اپنے زمانہ کے علماء و فضلاء کے سردار شمار ہوتے تھے وہاں آپ عبادت، تقویٰ اور اخلاقِ حمیدہ میں بھی درجۂ کمال رکھتے تھے۔ برسوں عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔

◈ بحر ذخار حضرت امام غزالی (نام محمد کنیت ابو حامد والد کا نام بھی محمد) ۴۵۰ھ میں طاہران میں پیدا ہوئے۔ ۵۵ سال کی عمر یعنی جمادی الاخریٰ ۵۰۵ھ میں طاہران ہی میں انتقال فرمایا۔

آپ مجتہدانہ شان رکھنے والے صوفیٔ کامل تھے۔ آپ کی شہرۂ آفاق کتاب "احیاء العلوم" آپ کا عظیم الشان کارنامہ ہے۔ امراض قلب اور تزکیۂ نفس کے بارے میں آج بھی حضرت کے ارشادات امت کے لئے رہبر کامل کا درجہ رکھتے ہیں۔

دوشنبہ کے دن صبح کے وقت بستر خواب سے اٹھے، وضو کرکے نماز پڑھی، پھر کفن منگوایا اور آنکھوں سے لگاکر کہا "آقا کا حکم سر آنکھوں پر" یہ کہہ کر پاؤں پھیلا دئے اور پھر لوگوں نے دیکھا تو روح پرواز کر چکی تھی۔ (ماخذ مولانا علی میاں مدظلہ کی کتاب دعوت وعزیمت")

قطعۂ تاریخ وفات حضرت پیر سیّد خورشید احمد صاحبؒ

جناب محمود احمد عارف، خازن جامعہ مدنیہ لاہور

آہ انتقالِ پیر خورشید احمد

ہوئے رخصت وہ خورشیدِ زماں بھی — تھی جن کی ذات پر رحمت خدا کی
سراپا زہد و تقویٰ، علم و عرفاں — مجسم شکل تسلیم و رضا کی
زباں پر ہر گھڑی نام خدا تھا — لگن تھی اتباعِ مصطفیٰؐ کی
وہ تھے اس دور کے شیخ الدلائل — محبت دل میں محبوبِ خدا کی
انہیں نسبت تھی محمود الحسن سے — اجازت تھی امام الاولیاء کی
وہ تھے خورشید عالمتاب لاریب — مقدس ذات تھی شمس الھدیٰ کی
مطاعِ اہل علم وہ اہل عرفاں — تھے گویا جان اربابِ صفا کی
نگاہوں سے چھپی وہ صورت پاک — تھی بارش جس پہ انوارِ خدا کی
دلِ غمناک سے ہاتف پکارا — ہوئی رحلت ولیٔ باخدا کی

۱۳۹۳ھ

جامعہ مدنیہ

کے لئے

اپیل

بحمد اللہ جامعہ مدنیہ کا تعلیمی کام روز بروز وسعت پکڑتا جا رہا ہے۔ اس کے لئے موجودہ عمارت اور جگہ نا کافی ہے۔ اس لئے قریبی ملحق زمین خریدنی ضروری ہے۔ جامعہ کی اتنی مالی وسعت نہیں ہے کہ وہ ایک لاکھ بیس ہزار کی رقم ادا کر سکے۔ اس لئے تمام باحیثیت دینی درد رکھنے والے حضرات سے التماس ہے کہ وہ اس عظیم کارِ خیر اور صدقۂ جاریہ میں حصّہ لے کر قیامت تک جاری رہنے والی نیکی میں شریک ہوں۔

منجانب :

اراکین جامعہ مدنیہ۔ لاہور

فون نمبر ——— ۶۲۹۳۲

مناجات

مولانا غلام محمّد ایرانی سربازی

یاالٰہی بندۂ زار توام — از عملہای بدم شرمندہ ام
بر سرم نفس و شیاطین تاختند — خاکِ ذِلّت بر سرم انداختند
روز و شب ہر دم بفکرِ خورد و خواب — ظاہر و باطن ہمہ حالم خراب
گشت اندر معصیت مویم سفید — با ہمہ این از تو میدارم اُمید
بدترینِ بندگانم ایخدا — کمترینِ اُمّتانِ مصطفٰےؐ ام
گرچہ من از بندگانِ عاصی ام — بہر نیکان مغفرت را راجی ام
از طفیلِ مُصطفٰےؐ و مُجتبٰے — در دو عالم حاجتِ ما کن روا
بہرِ آلِ پاک و اصحابِ رسُول — عُذرِ تقصیراتِ ما را کن قبُول
از شریعت ظاہرم معمور دار — وز طریقت باطنم مسرور دار
کن بہ سُنّت ظاہرم آراستہ — باطنم از معرفت پیراستہ
ایخدا ما را بذکرت شاد دار — از تعطّل و ز ضلالت باز دار
ذرّۂ از عشقِ خود گردان عطا — دہ ز عشقِ مصطفٰےؐ قلبم جلا
من غلامِ حضرتِ پیغمبرم — مہرِ آنحضرتؐ بجان و دل خرم
ایخدا این بندۂ بیچارہ را — سوی مکّہ ہم مدینہ رہنما
کن نصیبم حج مبرور ایخدا — شاملم فرما بجمعِ اتقیا
آن چہ خوش وقت و چہ ساعات عجیب — در نظر آید دیارِ آن حبیبؐ
آن مدینہ مسکنِ خیر الوریٰؐ — مدفنِ حضرتِ محمّد مصطفٰےؐ

آن چہ خوشوقتی کہ از بہرِ سلام — السیتم بر روضۂ خیر الانامؐ
بادلِ بریان و چشمِ اشکبار — میکنم عرضِ سلامش بار بار
یا نبی اللہ سلام اللہ علیک — والصلوٰۃ والثنا منّا علیک
السلام ایخواجہ صدّیقؓ و عمرؓ — خفتہ اندر روضۂ خیر البشرؐ
گر قبول افتد ز صد ہا یک سلام — میشوم اندر دو عالم با مرام
نیست از لطفِ تو ای رحمان بعید — اشقیا را گر بگردانی سعید
موت خواہم در مدینہ ایخدا — حشر و نشرم با محمّد مصطفےٰؐ
یا الٰہی کن دُعاءِ این غلام — مستجاب از برکتِ خیرُ الانامؐ
رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً — رَبِّ زِدْنِي مِنْ لَّدُنْكَ حِكْمَةً
رحم کن یارب بہ استاذان ما — جنّۃ الفردوس کن شان را عطا
غازی عبد اللہ آن مولای ما — والدِ عبد العزیز باصفا
محسن و مولای ما عبد العزیز[1] — در ہمہ اوقات میدارش عزیز
ہمّتش افزا بہ تبلیغاتِ دین — پر شود از فیض او روے زمین
رحم کن یا رب بصاجزادگان — رَبَّنَا احْفَظْهُمْ ز شرِّ زاہدان
کن نصیب شان علومِ دین را — تا کنند روشن چراغِ دین را
دوستان شان ہمہ مسرور دار — دُشمنانِ شان ہمہ مقہور دار
مغفرت فرما برای پیرِ ما — آن حسین احمد امیرِ اولیا
مُرشدی مدنی حسین احمد ولی — غازی و ہم وارثِ علمِ نبیؐ
بود او شیخ الحدیثِ دیوبند — شدز فیضش اہلِ باطن بہرہ مند
رفت مولانا چوزین دارِ فنا — رَبَّنَا اَدْخِلْهُ جَنَّاتِ العُلیٰ
در جوارِ قربِ احمدِ مجتبیٰ — رَبِّ مَكِّنْهُ بحقِّ مصطفیٰؐ
نسلِ او بر راہِ او ثابت بدار — از طفیلِ شان مُرادِ ما برار

---

[1] شہر مشہور در ایران مسکن مولانا عبد العزیز

ارشدِ اولاد او "اسعد میاں" — مُرشدِ اہلِ طریقِ چشتیاں
مُرشدِ ما سیّدِ حامد میاں — رہنمائے طالبان و سالکاں
باد دائم چشمۂ فیضش رواں — بہرِ لب خشکان و بہرِ تشنگان
یا الٰہی والدینم خوش بدار — رَبَّنَا اَدْخِلْهُمَا دَارَ الْقَرَار
بر ہمہ اجداد ما جدّاتِ ما — کن نُزُولِ رحمتِ بے انتہا
رَبِّ اَدْخِلْهُمْ بِجَنَّاتِ النَّعِيم — نَجِّهِمْ يَا رَبِّ مِنْ نَارِ الْجَحِيم
رحم بکن یا ربّ بحالِ اقربین — ہم بحالِ اہلِ اسلام اجمعین
رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا اَنْوَارَنَا — رَبَّنَا اَصْلِحْ لَنَا اَطْوَارَنَا
رَبَّنَا سَلِّمْ لَنَا اِيْمَانَنَا — رَبَّنَا قَدِّسْ لَنَا اَسْرَارَنَا
رَبَّنَا بِالْخَيْرِ اخْتِمْ عُمْرَنَا — رَبَّنَا فَرِّجْ عَلَيْنَا قَبْرَنَا

مدرسہ عربیہ دار العلوم مدنیہ رجسٹرڈ کوٹ ادّو ضلع مظفر گڑھ

اس مدرسہ کی بنیاد حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم نے رکھی ہے اس میں کثیر التعداد مسافر طلبہ جن کی جملہ ضروریاتِ زندگی کا مدرسہ کفیل ہے موقوف علیہ دورہ حدیث شریف تک زیرِ تعلیم ہیں —— قارئین انوار مدینہ سے التماس ہے کہ اس مدرسہ میں اپنے پاکیزہ مال کی زکوٰۃ بھیج کر دوہرا ثواب دادائیگی زکوٰۃ اور اشاعت علوم دینیہ) حاصل فرمائیں۔ واضح ہو کہ ۲۸ رجب بروز منگل مدرسہ کا سالانہ جلسہ ہوگا۔ حضرت درخواستی مدظلہم اور دیگر مشاہیر علماء شرکت فرما رہے ہیں۔

ترسیل زکوٰۃ وغیرہ کا پتہ: (مولانا) محمد مسعود مہتمم مدرسہ دار العلوم مدنیہ کوٹ ادو۔ ضلع مظفر گڑھ

حنیف ریتی ریپرنگ - ۵ - ہسپتال روڈ لاہور

کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہاں شوی

ہمارے یہاں ریتیوں کی بہترین ٹکائی اور ڈھلائی کا کام نہایت تسلی بخش ہوتا ہے۔

پاکستان بھر میں مشہور و مقبول

پی - سی - ٹی مارکہ

پُرزہ جات سائیکل

ایجنٹ

بٹ سائیکل سٹور ○ نیلا گنبد لاہور

فون دفتر: ۶۵۳۰۹ / ۶۵۹۴۲ فون فیکٹری: ۶۰۰۵۰

جسمانی، دماغی، اعصابی کمزوری کی خاص دوا

شدھ مکردھوج وٹی

یہ گولیاں جسمانی، دماغی ہر قسم کی طاقتوں کو بحال کرتی ہے۔ بینائی کی محافظ ہیں۔ گردہ، معدہ، سنگرہنی، مثانہ اور جگر کی کمزوری اور دل کی دھڑکن وغیرہ امراض کو رفع کرتی ہیں، ذیابیطس کا خاص علاج ہیں، چہرہ کی زردی، خون کی کمی، دُبلاپن، ضعفِ معدہ دور کر کے خون بڑھاتی ہیں۔ قیمت: پچاس گولی سات روپے۔ ایک گولی صبح و شام ہمراہ دودھ

حکیم محمد عبداللہ آیورویدک فارمیسی شاہ عالمی پاڑ بندی لاہور

ستان میں گھر گھر مقبول
پنجاب سوپ فیکٹری (رجسٹرڈ) لاہور
کے ماڈرن پلانٹ پر تیار کردہ
اعلیٰ کوالٹی کے صابن
بلا مارکہ رجسٹرڈ
پنجاب سپیشل
PINK
Rose
TOILET SOAP
ٹائیلٹ سوپ
شیونگ کپ سوپ
لانڈری سوپ
اعلیٰ کوالٹی ۔ مناسب دام
Kasturi
MUSK
TOILET SOAP
Manufactured by
PUNJAB SOAP FACTORY (Regd)
LAHORE
تیار کردہ
پنجاب سوپ فیکٹری (رجسٹرڈ)
بیرون شیرانوالہ گیٹ ۔ لاہور

"امیر کبیر سیّد علی ہمدانی"

مصنّفہ: ڈاکٹر سیّدہ اشرف ظفر صاحبہ ـــ یہ ایک تحقیقی اور علمی کتاب ہے اس پر پنجاب یونیورسٹی نے مصنّفہ کو پی ایچ۔ڈی کی ڈگری عطار کی ہے۔

قیمت: دس روپے پچاس پیسے

ملنے کا پتہ۔ ندوۃ المصنّفین۔ ۹۵۰ ابن سمن آباد۔ لاہور۔

اپیل

شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کے مکاتیب کا ایک مجموعہ "مکتوباتِ شیخ الاسلامؒ" کے نام سے شائع ہوا مگر مرتب مکتوبات کی کوششوں کے باوجود بیسیوں مکاتیب مجموعے میں شامل نہ ہو سکے۔ ایسے ہی مکاتیب کا ایک نیا مجموعہ زیرِ ترتیب ہے۔

مولانا مدنیؒ کے احباب اور شاگردوں سے گزارش ہے کہ مولانا کی علمی یادگار محفوظ کرنے میں تعاون فرمائیں اور مرحوم کے مکاتیب فراہم فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

اختر راہی دفتر ماہنامہ "الحق"، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

موتیا روک

موتیا روک، موتیا بند کا بلا اپریشن علاج ہے۔ موتیا روک بینائی کو تیز کرتا ہے اور چشمہ کی ضرورت نہیں رکھتا

موتیا روک، دھند، جالا، ککروں کے لیے بھی بے حد مفید ہے۔ موتیا روک، آنکھ کے ہر مرض کے لیے مفید تر ہے۔

بیت الحکمت لوہاری منڈی لاہور